20

مومن کو جہاں سے خوبی ملتی ہے وہ اُسے لے لیتا ہے

(فرمودہ 14 ستمبر 1951ء)

تشہد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

'' کچھ دنوں سے پھر آہستہ آہستہ میرے گھٹنے میں درد بڑھ رہی ہے اور کل کی کوفت کی وجہ سے تو گھٹنے کی تکلیف اَور بھی بڑھ گئی ہے۔ اس لیے گو میں خطبہ جمعہ بیٹھ کر پڑھوں گا لیکن پھر بھی میں اختصار کے ساتھ پڑھوں گا تا طبیعت پر بوجھ نہ ہو۔

بعض ایام اپنے اندر خصوصیت رکھتے ہیں اور بعض ایام اپنے اندر خصوصیت پیدا کر لیتے ہیں۔ مثلاً بعض دن ایسے ہیں کہ ہمیشہ کے لیے اُن کے ساتھ برکات مخصوص کر دی گئی ہیں۔ مثلاً عید ہے، جمعہ ہے یا رمضان کے ایام ہیں۔ اِن دنوں کے ساتھ بعض واقعات کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اپنی برکات دائمی طور پر مخصوص کر دی ہیں۔ لیکن بعض دن ایسے ہیں کہ وہ خاص طور پر بعض برکات اپنے ساتھ لگا لیتے ہیں اور یہ برکات کسی خاص واقعہ کی وجہ سے پیدا ہو جاتی ہیں۔ یہ نہیں کہ وہ ہمیشہ سے ان کے ساتھ لگی ہوئی ہوں۔ مثلاً فرض کرو کسی دن کسی گھر میں بادشاہ آ جائے۔ پھر خواہ وہ دن منگل وار ہو، وہ بدھ وار ہو، جمعرات ہو، جمعہ ہو، ہفتہ ہو، اتوار ہو یا سوموار ہو بہر حال وہ دن ان کے لیے برکت کا موجب ہو جاتا ہے۔ یہ نہیں کہ وہ دن ہمیشہ جب بھی آتا ہے اُن کے لیے متبرک ہوتا ہے لیکن وہ دن

مخصوص طور پر اپنے ساتھ برکت لگالیتا ہے۔ جیسے کسی نے کہا ہے

وہ آئیں گھر میں ہمارے خدا کی قدرت ہے
کبھی ہم اُن کو کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہیں

ایک شخص کا مُحبّ یا محبوب اگر اس کے گھر آ جائے تو وہ دن اس کے لیے عزت افزائی اور برکت کا موجب ہوتا ہے۔ اِسی طرح بعض دنوں میں حج اور جمعہ اکٹھے ہو جاتے ہیں تو لوگ اس کا نام حجِ اکبر رکھ لیتے ہیں۔ بعض دنوں میں عید اور جمعہ اکٹھے ہو جاتے ہیں تو ہم کہتے ہیں دو عیدیں اکٹھی ہوگئی ہیں۔ اِس سال بھی اِس رنگ میں ہوا ہے کہ مغرب میں ہونے کی وجہ سے عرب میں ایک دن پہلے عید ہوگئی ہے۔ یہاں عید جمعرات کو تھی لیکن وہاں بدھ کو عید ہوگئی تھی۔ اِسی طرح حج منگل کو عرب میں ہوا اور بدھ وار کو حج کا دن یہاں آیا اور پھر منگل، بدھ، جمعرات کے بعد جمعہ کی عید آ گئی۔ گویا مشرق و مغرب میں فرق ہونے کی وجہ سے چار دن اکٹھے برکت والے آ گئے ہیں۔ ہمارے دنوں کے لحاظ سے بدھ کا حج تھا لیکن خانہ کعبہ چونکہ مغرب کی طرف ہے اس لیے وہاں چاند بعض دفعہ ایک دن پہلے نکل آتا ہے۔ وہاں بدھ کے دن عید ہوئی اور منگل کو حج ہوا لیکن یہاں جمعرات کو عید ہوئی اور حج کا دن بدھ کے حساب سے ہوا اور پھر جمعہ آ گیا۔ گویا اِس ہفتہ کے سات دنوں میں چار عیدیں آ گئیں۔ باقی تین دن رہ گئے جو عیدیں نہیں تھیں لیکن اگر ان کے ساتھ ایامِ تسبیح کو ملا لیا جائے تو سمجھ لو پانچ دن عید کے آ گئے کیونکہ جمعہ کا دن پہلے شمار کیا گیا ہے۔ گویا اِس ہفتہ میں پانچ دن خاص برکت کے آ گئے۔ اور اِن کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ ان دنوں میں دعائیں سنتا ہے، وہ بخشش کرتا ہے اور زیادہ مہربانی سے اپنے بندوں کے ساتھ پیش آتا ہے۔ اِس لیے مومن کو بھی اِن کی قدر کرنی چاہیے اور ان سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانا چاہیے۔

حقیقت یہ ہے کہ مومن ہمیشہ تجسّس میں رہتا ہے کہ کونسا دن برکت والا ہے۔ قرآن کریم کی وہ آیت جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ[1] میں نے آج تمہارا دین کامل کر دیا ہے اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دی ہے جب ایک یہودی نے سنی تو اُس نے کہا اگر یہ آیت ہم پر نازل ہوتی تو ہم اسے ہمیشہ کے لیے عید بنا دیتے۔ یہ بات ایک صحابی تک پہنچی تو انہوں نے فرمایا تم تو اس دن کو عید بنا دیتے لیکن ہمارے تو حج کے موقع پر

یہ آیت نازل ہوئی ہے اور وہ دن ہمارے لیے عید کا دن ہے۔2 غرض مومن ہمیشہ اس کُرید میں رہتا ہے کہ کوئی برکت والا دن ہو تو وہ اُس سے فائدہ اٹھائے۔

اسلام نے رسوم سے منع فرمایا ہے۔ اِس چیز کا مسلمانوں پر اُلٹا اثر پڑا ہے کہ وہ حقیقت کو نمائش سمجھ کر چھوڑ دیتے ہیں۔ مثلاً رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب مسجد میں آتے تو فرماتے کھڑے مت ہو3 اور عام قاعدہ یہی ہے لیکن بعض طبائع ایسی ہوتی ہیں کہ وہ جذباتی رنگ کی ہوتی ہیں۔ وہ محبت کی وجہ سے ان چیزوں کو برداشت نہیں کر سکتیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں بھی بعض لوگ ایسے تھے جو جذباتی تھے۔ آپ جب مسجد میں تشریف لاتے تو وہ کھڑے ہو جاتے۔ آپ فرماتے بیٹھ جاؤ تو وہ بیٹھ جاتے۔

قاضی سید امیر حسین صاحب مرحوم جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اکابر صحابہ میں سے تھے اور میرے استاد بھی تھے اُن کا طریق پڑھانے کا نہایت سادہ تھا لیکن بچوں پر وہ اپنا رُعب رکھتے تھے۔ وہ میرے عربی کے پہلے استاد تھے۔ جب میں پڑھائی کا زمانہ یاد کرتا ہوں تو اُن کا پڑھایا ہوا سبق سب سے زیادہ نظر آتا ہے۔ قاضی امیر حسین صاحب اہلِ حدیث میں سے آئے تھے۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مسجد یا مجلس میں تشریف لاتے اور لوگ کھڑے ہو جاتے تو وہ اعتراض کرتے کہ یہ شرک ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول مجلس میں یہ بحث ہوئی۔ اُس وقت آپ خلیفہ نہیں تھے۔ تو بعض دوستوں نے مشورہ دیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس فتوٰی کے لیے عرض کیا جائے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں تحریر کیا گیا کہ بعض لوگوں کو اِس بات پر اعتراض ہے کہ آپ کے آنے پر لوگ کھڑے ہو جاتے ہیں۔ یہ چٹھی حضور کے پاس میں ہی لے گیا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو یہ فرمایا کہ ایک ہوتا ہے حکم عام اور ایک ہوتا ہے حکم خاص۔ بعض شرعی مسائل حکم عام کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں اور کیفیاتِ خاصہ کے ساتھ وہ بدل جاتے ہیں۔ اگر کوئی شخص کسی کی تعظیم کے لیے کھڑا ہوتا ہے اور وہ اسے ضروری قرار دیتا ہے تو ایسا کرنا منع ہے۔ لیکن بعض لوگ جذباتِ محبت سے متأثر ہو کر بے خودی کے رنگ میں کھڑے ہو جاتے ہیں اور وہ طبعی طور پر ایسا کرتے ہیں اس لیے ہم انہیں منع نہیں کر سکتے۔ یہ چیز فرعی ہے لیکن چونکہ یہ چیز مشابہ بہ شرک ہے

اس لیے اس سے روک دیا گیا ہے۔ پھر فرمایا جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے تو لکھا ہے کہ شروع میں حضرت عائشہؓ یا حضرت فاطمہؓ تھیں اِس صدمہ کو برداشت نہیں کرسکیں اور انہوں نے اپنے منہ پر دوہتّڑ مارا لیکن پھر ہاتھ روک لیا۔4 کیا اِس قسم کا مفتی یہ فتوٰی دے گا کہ حضرت عائشہؓ نے شرک کیا؟ یہ ایک جذباتی فعل تھا۔ یاد رہے کہ ایسے افعال بالذات شرک نہیں ہوتے۔ ہاں! مشابہ بہ شرک اور منتج بالشرک ہوتے ہیں اور شرک کا رستہ روکنے کے لیے ان سے منع کیا جاتا ہے۔ اِسی لیے کبھی مومن سے نادانستہ سرزد ہو جاتے ہیں کیونکہ خود ان افعال کی ذات میں شرک نہیں پایا جاتا۔ اس لیے مومن کی فطرت اس سے بلا واسطہ متنفر نہیں ہوتی۔ ہم عام طور پر کہہ دیتے ہیں کہ ایسا نہیں کرنا چاہیے لیکن اگر جذبات کی وجہ سے کوئی ایسا کر دیتا ہے تو اُسے شرک نہیں کہا جاسکتا کیونکہ وہ افعال بالذات مشرکانہ نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جواب آنے پر یہ بات دب گئی لیکن قاضی امیر حسین صاحب کے دل میں یہ بات رہی۔ وہ میرے استاد بھی تھے۔ جب میں خلیفہ ہوا تو ایک دفعہ جب میں مسجد میں آیا تو وہ کھڑے ہو گئے۔ میں چُپ رہا۔ دوسری دفعہ پھر میں مسجد میں آیا تو وہ وہاں بیٹھے ہوئے تھے۔ میرے آنے پر وہ پھر کھڑے ہو گئے۔ میں نے کہا قاضی صاحب! آپ کو یاد ہے کہ آپ نے خود ہی میرے ہاتھ چِٹھی بھجوائی تھی کہ کسی کے آنے پر تعظیماً کھڑا ہونا شرک ہے اور اب آپ خود کھڑے ہو جاتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا ''کی کراں رہیا نہیں جاندا''۔ کیا کروں رہا نہیں جاتا۔ میں نے کہا پھر اوہ لوگ بھی کی کر دے؟ اونہاں کولوں بھی رہیا نہیں سی جاندا۔

پس یہ ایک جذباتی چیز ہے۔ بعض لوگ اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں لیکن دوسرے مُلّاں بن کر لفظِ شریعت کی طرف لَوٹ جاتے ہیں۔ وہ اس نگاہ سے نہیں دیکھتے کہ ان سے فائدہ اٹھایا جائے۔ ایک مُلّاں بھی اس حد تک اپنے آپ کو شرک سے روکنے والا ہوتا ہے لیکن وہ اپنے آپ کو ثواب سے محروم کر لیتا ہے۔ وہ مرغا کی طرح دانے چُگنے کا عادی ہوتا ہے لیکن ایک روحانی آدمی ہمیشہ اِس تلاش میں رہتا ہے کہ اُسے کوئی موقع ملے اور وہ اس سے فائدہ حاصل کرے لیکن ایک مُلّاں کہتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے نماز، روزہ اور زکوٰۃ کا جو حکم دیا ہے انہیں بجالانا ہی کافی ہے۔

ایک آدمی رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا یارسول اللّٰہ! کیا آپ نے نماز کا حکم دیا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ اس نے کہا کیا آپ خدا کی قسم کھا کر کہہ سکتے ہیں

کہ آپ کو اس نے نماز کا حکم دیا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بھی نماز کا حکم دیا ہے۔ پھر اس نے کہا یَا رَسُوْلَ اللّٰہ! کیا آپ نے روزوں کا حکم دیا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ اس شخص نے کہا کیا آپ قسم کھا کر کہہ سکتے ہیں کہ روزے فرض ہیں؟ آپ نے فرمایا میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ روزے فرض ہیں۔ اُس شخص نے کہا یَا رَسُوْلَ اللّٰہ! کیا آپ نے زکوٰۃ کا حکم دیا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ اس نے کہا کیا آپ قسم کھا کر کہہ سکتے ہیں کہ زکوٰۃ فرض ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں میں قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ زکوٰۃ فرض ہے۔ وہ شخص کھڑا ہو گیا اور اُس نے کہا خدا کی قسم! میں ان چیزوں سے نہ کچھ زیادہ کروں گا اور نہ کم کروں گا۔ یہ مُلّاں ٹائپ انسان تھا کیونکہ اُسے کم نہ کرنے سے جنت تو مل جائے گی لیکن زیادہ نہ کرنے سے اعلیٰ مقام نہیں مل سکتا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بھی یہی فرمایا کہ اُس نے جو کچھ کہا ہے اگر اُس نے اس سے کم نہ کیا تو وہ جنتی ہو گیا۔5

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے متعلق آتا ہے کہ جب وہ حج کے لیے جاتے ایک جگہ پر قافلہ روک دیتے اور ایک درخت کے نیچے پیشاب کرنے کے لیے بیٹھ جاتے۔ آپ نے کئی حج کیے اور ہمیشہ آپ اُس درخت کے نیچے پیشاب کرتے۔ اتفاقاً ایک شخص کئی دفعہ آپ کے ساتھ حج کے لیے گیا۔ اُس نے دیکھا کہ آپ ہر دفعہ اُس جگہ قافلہ روک لیتے ہیں اور اُس درخت کے نیچے پیشاب کرتے ہیں تو اُس نے کہا یہ کیا بات ہے کہ آپ ہمیشہ قافلہ روک لیتے ہیں اور پیشاب کرنے کے لیے اُس درخت کے نیچے جاتے ہیں؟ پھر بعض دفعہ آپ پیشاب بھی نہیں کرتے؟ تو حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے کہا میں اس بات کو ہمیشہ چھپاتا تھا اور ظاہر کرنا نہیں چاہتا تھا لیکن اب تم نے دریافت کیا ہے اس لیے ظاہر کر دیتا ہوں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جب آخری حج کیا تو آپ نے اس جگہ اُتر کر پیشاب کیا۔ اس لیے میں کہتا ہوں کہ خواہ پیشاب آئے یا نہ آئے اس سنّت کو بھی پورا کر لوں۔6

ایک مُلّاں کہے گا یہ کیا فضول حرکت ہے؟ اللہ تعالیٰ نے تو اس بات کا حکم نہیں دیا۔ لیکن ایک روحانی آدمی کہے گا تم اسے فضول کہہ لو لیکن چونکہ یہ کام میرے محبوب نے کیا تھا اس لیے میں بھی یہ ضرور کروں گا۔ بہرحال مومن مرغے کی طرح دانے چُنتا ہے اور جہاں کہیں اُسے کوئی خوبی ملتی ہے وہ اسے لے لیتا ہے۔

یہ چار دن برکت کے جمع ہو گئے ہیں اور یہ کئی دفعہ اکٹھے آئے ہوں گے لیکن ہر سال

اکٹھے نہیں آتے۔ کبھی ساٹھ، ستّر سال کے بعد آتے ہوں گے۔ یہ اتفاقی بات ہے کہ عرب میں ایک دن قبل عید ہوگئی۔ اِس طرح دو عیدیں ہوگئیں۔ اِسی طرح حج بھی ایک دن قبل ہوگیا۔ اِس لیے دو دن حج کے ہوگئے۔ گویا مومن کے لیے چار دن برکت کے آگئے ہیں۔ اب ہمیں بھی چاہیے کہ کوشش کریں خداتعالیٰ ہمیں بھی اکٹھی برکتیں دے۔ غرض مومن کو ہمیشہ ایسے دنوں کی تلاش میں رہنا چاہیے جن میں برکات جمع ہوں اور دعاؤں کے دن ہوں۔ یہ چیز بہرحال اعمال میں زیادتی کرتی ہے۔ ایک مُلّاں کہے گا کہ اس کا ہمارے ساتھ کیا تعلق ہے؟ عید اور جمعہ اتفاقاً اکٹھے ہوگئے ہیں لیکن ایک روحانی آدمی کہے گا مان لیا کہ یہ دونوں اتفاقاً اکٹھے ہوگئے مگر یہ کہاں لکھا ہے کہ ان سے فائدہ نہیں اٹھانا چاہیے۔ خداتعالیٰ فرماتا ہے فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ 7 تم اگر زائد کام نہیں کرتے تو نہ کرو مگر ہم تو زائد کام بھی کریں گے۔ اور مومن ایسے مواقع سے فائدہ اٹھاتے ہیں کیونکہ یہ ایمان کی زیادتی کا موجب ہوتے ہیں"۔ (الفضل 19 ر اکتوبر 1951ء)

---

1 : المائدة:4

2 : تفسیر طبری زیر آیت المائدۃ:13 (حرمت علیکم المیتة و الدم)

3 : مسند احمد بن حنبل مسند الانصار حدیث ابی قتادۃ الانصاری جلد6 صفحہ422 بیروت لبنان 1994ء

4 : سیرت ابن ہشام جلد4 صفحہ 305۔ تمریض رسولِ اللّٰہ فی عائشۃ۔ مطبوعہ مصر 1936ء

5 : صحیح بخاری کتاب الایمان باب الزکٰوۃ من الاسلام

6 اسد الغابۃ جلد3 صفحہ 43 عبداللہ بن عمر الخطاب۔ بیروت لبنان 2001ء (مفہومًا)

7 : البقرۃ:149